ہوئے۔ میرزا نوشہ غالب نے صنعت تعمیہ و تخرجہ میں انتہائی عقیدتمندی میں جو تاریخ وفات لکھی ہے اس جگہ درج کی جاتی ہے ؎

اے دریغا قدوۂ ارباب فضل — کرد سوئے جنت الماوی مقام

کار آگاہی زہر کار اوفتاد — گشت دار الملک معنی بے نظام

چوں ارادت از پئے کسب شرف — جست سال فوت آں عالی مقام

چہرۂ ہستی خراشیدم نخست — تا بنائے تخرجہ گردد تمام

گفتمش اندر سایۂ لطف نبی — باد آرامش گہ فضل امام

۲۵۷ ۹۹۲

ماخوذ از مفتاح التواریخ طامسن ولیم بیل ٹامس سنہ دہم صفحہ ۳۸۷ نول کشور پریس

تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمان علی خاں ص ۱۶۲ نولکشور سیر العلماء بحوالہ کتب مسطورہ بالا صفحہ ۱۲ حرف الفاء مطبع وحیدی کانپور۔

تالیف کتاب اور اس کی غرض وغایت | رسالہ مذکورہ بالا کی تالیف کے وقت تک قواعد و ادب فارسی میں جس قدر کتابیں لکھی گئیں وہ یا تو انتہائی مختصر اور صرف ایک دو مضامین پر مشتمل مثلاً صرف خطوط نویسی وانشاء پردازی یا صنائع بدائع وغیرہ میں تھیں یا دقیق کہ ان کے سمجھنے کے لئے سن طفولیت مانع تھا اور مولانا مثل خاندان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ بچپن ہی میں اختتام تعلیم فارسی کرنے کے بعد مدت قلیل میں علوم عربیہ سے فراغ حاصل کرا دیتے تھے جیسا کہ مولانا فضل حق نے اپنے فرزند کو تعلیم فارسی کے بعد چند ہی سال میں بعمر ۱۳ سال فارغ التحصیل کر دیا تھا بدیں خیال مولانا نے اپنے و نیز دوسرے بچوں کی نفع رسانی کے لئے دماغی نشو ونما اور فطری میلان و ذوق طبیعت کا پورا لحاظ کر کے یہ کتاب لکھی کہ کتب متعددہ کی طرف مراجعت کے بغیر ایک ہی کتاب کافی ہو جائے اور شوقین طلباء بعد میں تھوڑی سی اور مشقت کر کے استعداد

کامل تر کر سکیں۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہندوستان میں کوئی ایسی یا اس مقصد کو لئے ہوئے دوسری کتاب۔ تو لکھی نہیں گئی ورنہ دونوں کتابوں کا موازنہ و مقابلہ ناگزیر ہو جاتا۔ کم وقت میں بچّوں کی تعلیم کا اس وقت کے مصنفین کو خیال ہی نہ تھا صرف سمجھداروں اور ہوشمندوں کی بہبودی مرکوز خاطر تھی۔ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ یہ کتاب مسودہ ہی کی حد تک رہی اور نوبت تبیض نہیں آئی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کے گوش و ہوش اس سے آشنا نہ ہوئے اور بڑی حیرت کا مقام ہے کہ مؤلف رح کی نسل میں متعدد ذی ثروت اور اہل علم گذرے مگر کسی کو اس کی اشاعت کا خیال تک نہیں آیا۔ اگر مطبع نولکشور ہی کو دے دی گئی ہوتی تو وہ ضرور طبع کر دیتا اور آج گو اس سے نفع یاب ہو رہے ہوتے مگر غالباً اس کی وجہ یہ ہوئی ہوگی کہ یہ سب حضرات علوم عربیہ میں اس درجہ مشغول و مصروف رہے کہ ان کو ان فارسی اوراق کی طبع و اشاعت کی طرف التفات ہی نہیں ہو سکا۔ البتہ نہ معلوم مولوی رحمان علی خاں ممبر کونسل ریاست ریوان و مؤلف تذکرہ علمائے ہند کو کس طرح اس کا پتہ چل گیا کہ انھوں نے مولانا کے حالات میں دیگر تصانیف کے بعد اس کا بھی نام ذکر کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "آمدنامہ کہ دراں قواعد فارسی بیان کردہ و نیز ترجمہ چند علمائے جوار لکھنؤ تحریر فرمودہ بس مفید مبتدیان است" ممکن ہے کہ دوران تدوین تذکرہ علماء میں ان کو اس کا پتہ چلا ہو مگر شاید صرف علماء و فضلاء کے حالات ہی پڑھنے کی نوبت آئی بالاستیعاب نہیں پڑھ سکے۔ ورنہ صرف قواعد فارسی کی کتاب سمجھ کر اس میں علمائے جوار لکھنؤ کے بے جوڑ بیان پر اکتفا نہ کرتے بلکہ اس کے مکمل خط و خال کو نمایاں کر دیتے ذیل میں ہم اُن چند واقفین آمدنامہ کی آراء درج کرتے ہیں جنھوں نے محض حسن اتفاق سے اس کو نظر عمیق سے دیکھا تھا۔

اہل نظر کی رائیں | (۱) متولی حافظ محمد جعفر صاحب زمہری خیرآبادی تحصیلدار حیدرآباد دکن رحم

وموٴلف سہ نثر ظہوری (بجواب سہ نثر ظہوری) فرماتے تھے کہ ہمارے مولانا فضل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آمدنامہ ایسی کتاب ہے کہ درسیات فارسی میں اس کی نظیر نہیں ملتی کم وقت میں اگر کوئی منشی بننا چاہے تو اس کو یہ کتاب حفظ کرلینا چاہئے۔ حضرت خداوند کریم کے یہاں ابھی اس کتاب کی قبولیت کا وقت نہیں آیا اسی لئے پردہ گمنامی میں ہے۔ صاحبزادگان کو اس کی طرف توجہ ہی نہیں اس لئے نہ معلوم کب تک مستور رہے۔ مولانا نے درحقیقت دریا کو کوزے میں بند کیا ہے

(۲) استاذی مولوی حکیم محمد حنیف علی صاحب رعب شاہ آبادی مرحوم منیجر تکمیل الطب کالج لکھنؤ جنہوں نے ابتدائی کتب مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور درسیات مولانا امیر علی محدث اور ادب و معقولات استاذی مولانا حکیم سید محمد عبدالحیٔ صاحب ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور علم حدیث قطب عالم حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ اسرارہم سے پڑھکر فن طب استاذ الاطباء مولانا حکیم محمد عبدالعزیز صاحب لکھنوی سے حاصل کیا تھا، جلال لکھنوی کے مایہ ناز شاگرد تھے اردو، فارسی اور عربی میں ہر قسم کے بلند پایہ فصیح و بلیغ اشعار کہتے تھے اور بڑے بڑے مشاعروں میں شرکت کرتے جس پر کلیات رعب شاہد ہے ایک دفعہ مجھ سے نفحۃ الیمن پڑھانے کے دوران میں فرمایا کہ میاں میں جب خیرآباد گیا تھا وہاں اس کا چرچا سنا کہ کتب خانہ مولانا عبدالحق خیرآبادی مرحوم فروخت ہو رہا ہے میں بھی دیکھنے گیا جب وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ خاص خاص کتابیں تو بہت پہلے فروخت ہو چکی ہیں اور صرف چند قلمی و کرم خوردہ درسی کتابیں رہ گئی ہیں ان میں مولانا فضل امام صاحب کا موٴلفہ رسالہ آمدنامہ قلمی بخط موٴلف میں نے دیکھا کیا کہوں کس قدر پسند آیا سو روپیہ قیمت بتائی گئی اس لئے میں تو خرید نہ سکا البتہ یہ بات دلنشین ہو گئی کہ میں اگر کسی مدرسہ کا ناظم یا مہتمم وغیرہ ہوتا تو اس کتاب کو درجات

فارسی کے نصاب میں رکھنا اور اس کے ختم کے بعد شوقین طلبار کی رائج درسی کتابوں میں سے انتخاب کر کے تکمیل کرادینا اس صورت میں عربی پڑھنے والے طلبار کا بہت سا وقت ضائع ورائگان ہونے سے بچ جاتا۔

یہ رسالہ کتب خانہ خانقاہ مجتبویہ قلندریہ لاہرپور ضلع سیتاپور (اودھ)، کے نوادرات میں سے ہے۔ اور حضرت مؤلف رحمہ کے دست خاص کا لکھا ہوا پہلا مسودہ ہے اس میں سنہ تالیف وغیرہ کچھ درج نہیں ہے اور مسودہ ہونے کی حیثیت سے سنہ تالیف نہ ہونا کچھ تعجبات سے بھی نہیں تاہم بعض قرائن سے ۱۲۴۴ھ زمانہ تالیف قرار دیا جا سکتا ہے یہی سنہ حضرت موصوف کی وفات کا بھی ہے جس سے حضرت علامہ کا یہ آخری کارنامہ علمی ہونا ثبوت کو پہنچتا ہے۔ رسالہ کی ندرت اور جامعیت کی وجہ سے شائقین علوم و فنون کو اس گنج گرانمایہ سے روشناس کرانا مناسب معلوم ہوا یہ رسالہ مؤلف علام نے اگرچہ تعلیم مبتدیان کے لئے تالیف فرمایا تھا جیسا کہ خود ارقام فرمایا ہے مگر میری رائے ناقص میں فارسیت سے نابلد اشخاص کو منشی ماہر و دبیر کامل بنانے کے لئے کافی ہے۔

ملاحظہ ہو عبارت ذیل :-

بعد حمد و صلوٰۃ می گوید بندۂ عاصی پر معاصی محمد فضل امام بن محمد ارشد الخیر آبادی غفر اللہ لہما کہ روزے در خاطر گذشت کہ برائے تعلیم مبتدیان رسالہ ترتیب دہد کہ کم سوادان در اندک زمانہ ازاں متمتع و مستفید شوند لہذا باوجود تشتت حال و توزع خاطر ایں رسالہ را تسوید ساخت امید از اہل علم و نظر کنندگان آنست کہ سہو و خطائے را کہ دریں رفتہ باشد عفو کنند و راقم را بفاتحہ و مغفرت یاد دارند و باللہ التوفیق وھو خیر الرفیق۔

یہ نوشتہ گیارہ ابواب اور متعدد فصول ذیل پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں اس سے رسالہ کی جامعیت کا اندازہ ہوگا۔

باب اوّل ۔ در مصادر فارسی۔ از حرف الف تا یا۔ مع صیغہ جات مشتقہ و مستعملہ در نثر و نظم مع اسناد از کلام شعرار ۔

باب دوم ۔ در خطوط نویسی و ضابطہ القاب و آداب و نمونہ خطوط ادنی با علیٰ و اعلیٰ با دنیٰ و مساوی بمساوی ۔

باب سوم ۔ در الفاظیکہ مبتدیان را در کار آیند۔ بہ ترتیب حروف تہجی مع کلام شعرا جن میں یہ الفاظ مستعمل ہوتے ۔

باب چہارم ۔ در الفاظ کہ مبتدیان را در کار و منشیان را سر و کار افتد۔ مع کلام شعرا بشرح صدر ۔

باب پنجم ۔ در تذکرہ شعرار و تذکرہ علمار مشتمل بر دو فصل۔ فصل اوّل در ذکر شعرار انوری اسدی اندرنی ۔ حکیم ثنائی ۔ خاقانی ۔ سعدی ۔ نظامی گنجوی ۔ مولانا جامی ۔ خواجہ حافظ شیرازی ۔ نظیری ۔ ظہیر فاریابی ۔ بابا فغانی ۔ ملا ظہوری ۔ مولانا عرفی ۔ شیخ فیضی ۔ طالب آملی کلیم ۔ ناصر علی ۔ میرزا عبدالقادر بیدل ۔ سرمد ۔ شیخ علی حزیں ۔ فقیر دہلوی ۔ خان آرزو ۔ ولی قلی خاں ۔ میر نجات ۔ میرزا جعفر راہب ۔ نورالعین ۔ میرزا جانجاناں مظہر ۔ میر درد ۔ حضرت امیر خسرو ۔ میرزا فاخر تمکین ۔ میر قمرالدین منت ۔ میرزا صائب ۔ اہلی شیرازی ۔ ہلالی ۔ اصفی زیب النسار مخفی (جملہ ۳۶ شعرار) فصل دوم در تذکرہ علمار و فضلار مشتمل بر ۳۱ تراجم فضلار و چہار ائمہ ، جو بالتفصیل صفحات آئندہ میں مذکور ہوں گے ۔

باب ششم ۔ در قواعد صرف و نحو فارسی ۔

باب ہفتم ۔ در قواعد کلیہ فارسی و صنائع و بدائع (مشتملبر چند فصول) ۱۔ تاریخہائے دفاتر ۲۔ در بدل و حذف و ادغام حرف ھار۔ ۳۔ در ذکر جمع ذی روح و غیر ذی روح۔ ۴۔ در حروف بمعنی واو عاطفہ۔ ۵۔ در حروف اشارہ۔ ۶۔ در تتابع اضافات منقول از نسخہ جمال الدین حسین الانجوی۔

باب ہشتم ۔ ایراد المحسنات۔ ذکر اقسام نظم مثل غزل۔ تشبیب۔ قصیدہ۔ مثنوی۔ مسمّر رباعی۔ ترجیع۔ مستزاد۔ مثال۔ مسمط۔ معما و لغز و اصطلاحات شعریہ۔ مثل مطلع حسن مطلع۔ بیت القصیدہ بیت الغزل۔ مطلع و لحن۔ گوشوارہ۔ تخلص۔ تصرف۔ شعر شعر خسک۔ بدیہہ۔ مدح۔ قدح۔ وصف۔ ذم۔ اختوس۔ ارتقائے خاطری۔ توارد ترادف محمود و مذموم۔ و موقوف۔ و حروف صلہ وغیرہ۔

باب نہم ۔ در صنائع معنویہ و لفظیہ مشتملبر دو فصل۔ فصل در صنائع معنوی۔ ذوالمعنیین (مع امثلہ ہندی و عربی) و فارسی و ہندی ذوالمعانی۔ ایہام۔ تشبیہ مطلق۔ تشبیہ کنایہ۔ تشبیہ مشروط۔ تشبیہ العکس۔ تشبیہ اضمار۔ تشبیہ تفصیل۔ استعارہ۔ محتمل الضدین ایراد لوازم۔ تخیل و تصور۔ سیاقۃ الاعداد۔ تنسیق الصفات۔ ارسال المثلین۔ تدارک۔ تعجب۔ ادب الکلامی۔ مدح الموجہ۔ حسن التعلیل۔ القول بالموجب۔ تاکید المدح بمایشبہ الذم۔ تاکید الذم بمایشبہ المدح۔ الجمع۔ التفریق۔ التقسیم۔ الجمع مع التفریق۔ استغنا الجمع مع التقسیم۔ الجمع مع التفریق والتقسیم۔ المبالغہ۔ تبلیغ۔ اغراق۔ غلو مقبول و مردود تفسیر جلی۔ تفسیر خفی۔ سوال و جواب۔ تجاہل العارف۔ لف و نشر مرتب و معکوس الترتیب و مختلط الترتیب۔ مشاکلہ۔ مطابقہ۔ توجیہ محال۔ تلمیح۔ ارتقار۔ توفیر الدواعی۔ طرفہ۔ ترجمہ التفات۔ ارصاد۔ التجرید۔ کلام جامع۔ فصل در صنائع لفظیہ۔ براعۃ الاستہلال۔ ترصیع

ترصیع مع التجنیس ۔ تجنیس بسیط موافق ۔ تجنیس بسیط ۔ تجنیس مرکب تام متفق ۔ ترکیب تام مختلف ۔ تجنیس مزدوج ۔ تجنیس زائد و ناقص ۔ تجنیس مذیل ۔ تجنیس خط ۔ ایراد المعطوفات اشتقاق ۔ تضمین ۔ طرح ۔ مردف ۔ اقطار ، خیفار محرف ۔ اقتباس ۔ تلمیح ۔ ذوقافیتین اعنات ۔ لزوم ۔ موشح ۔ مقطع ۔ وصل ۔ مکرر ۔ قلب وغیرہ وغیرہ

باب دہم ۔ در بعضے کلمات متداولہ بہ ترتیب حروف تہجی ۔

باب یازدہم ۔ فی الامثال وما یجری مجراہا ۔ امثلہ عربی و فارسی ۔ قصیدہ مصنوعہ در مدح سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ و حروف تہجی و بعض دیگر حروف واشعار متفرقہ وغیرہ ۔

تذکرہ علمار و فضلار" مشمولہ فصل دوم باب پنجم متذکرہ بالا | ۱ ۔ سید حاجی صفت اللہ خیرآبادی ۔ از مشائخ کبار بود ۔ فنون درسی در خدمت علمار عصر خود تحصیل کردہ برائے ادار فریضۂ حج بہ بیت اللہ رفت و علم حدیث را از شیخ ابراہیم کردی کہ سرگروہ اہل زمان خود در حدیث بود و در سائر علوم مہارت داشت چنانچہ احوال فضل ایشانش از کتاب امم کہ تصنیف اوست معلوم میتواند شد تحصیل فرمود و از راہ خشکی بہند مراجعت کردہ در بلاد پورب یعنی مشرق علم حدیث را رواج داد حاجی صاحب از علوم باطنی نیز بہرۂ وافر داشتند و بیعت از حاجی عبداللہ سیاح کہ از احفاد حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم قدس سرہٗ بود و گویند کہ جناب ایشان نبیرہ بیک واسطہ بحضرت بودند فرمودہ تا زیست بامتداد و تلقین خلائق مشغول ماندند ۔

۲ ۔ مولوی احمد اللہ بن حاجی صفت اللہ خیرآبادی ۔ ذوی الریاستین علم ظاہری و باطنی بود ۔ جلائل نعوت و شرائف صفات اوزان زیادہ است کہ در بطون این اوراق تواند گنجید ۔ تلمیذ پدر بزرگوار خویش و مولوی کمال الدین سہالی است و مرید پدر بزرگوار خویش است

صاحب کرامات بوده و علم کشف قبور و اشارات از ثقات استماع رفت که یکبار در خیرآباد و اطراف آں ہوا فساد گرفت و خلقے کثیر از حمی وبائی ہلاک شدند قاضی غلام امام ابن قاضی حفظ الملک نیز ہماں تپ عارض گردید قاضی حفظ الملک که بجز ایشاں فرزندے نداشتند سخت دراضطرار آمدند و جامہ ہا را چاک کردہ خواستہ بودند کہ ترک لباس سازند مولوی احمد اللہ را کہ آں وقت بتقریب عیادت در آنجا آمدہ بودند رقت آمد۔ در حال آں تپ را بر خویش گرفتند و گفتند کہ قاضی صاحب مضطر نباید شد من ایں بلائے بر خویش گرفتم پس ہرگاہ مولوی صاحب بمنزل خویش رفتند تپ ساعت بساعت اشتداد می کرد تا آنکہ بعد سہ چہار روز بشب جمعہ ارتحال جناب مولوی صاحب واقع شد و در خیرآباد دفن شدند۔

۳۔ مولوی محمد ولی سہالی۔ برادر مولوی حسن فاضل جید بودا در مقدمات علمی بشیتر یاد بودہ شرحے بر سلم دارند شرح خوب است۔ گویند کہ آں شرح بنظر ملا نظام الدین در آمدہ و ملا اصلاح دراں فرمودہ است۔

۴۔ مولوی محمد مبین لکھنوی۔ برادر زادۂ ملا حسن و شاگرد رشید ایشان است در اکثر فنون مہارت و تبحر دارند بر سلم و...... زاہدین و میر زاہد شرح مواقف حواشی و تعلیقات تحریر فرمودہ و بسبب بیماری نزول الماء ہر چند سالہا است کہ کتاب بینی را اتفاق نشدہ است مگر ہمہ مطالب کتب و دقیقہ از بر دارد الحال در لکھنؤ تشریف می دارد بافادۂ خلائق می پردازد

۵۔ مولوی حیدر علی سندیلی بن مولوی احمد اللہ سندیلی۔ زبدۂ اماثل والاقران و فاضل عظیم الشان است جودت ذہن و حدت طبع و قوت ذکا و لطافت تحریر و ذلاقت تقریرش بمرتبہ است کہ دیگرے را مجال مساہمت او محال۔ مدت است کہ در سندیلہ بر مسند توکل • اتکا فرمودہ بتدریس علوم و تلقین اشتغال دارد طبیعت وقادش متوجہ بتصنیف کمتر شدہ

یک حاشیہ میر زاہد رسالہ شروع فرمودہ بود بر یک قول چند جز نوشت و ناتمام ماند بعضے جاہ شرح سلم پدر بزرگوار خویش تعلیقات نوشتہ است۔ وتکملہ شرح پدر خود شروع فرمودہ بود بسبب استغنا مزاجی وقلت اتفاقات سرانجام نیافتہ۔

۶۔ ملا قطب الدین سہالوی۔ عالمے تقریر و فاضلے بے نظیر بودہ۔ مولدش قصبہ سہالی است۔ محب اللہ بہاری صاحب سلم یکے از تلامذہ ملا بود۔ ملا بر اکثر کتب درسی تعلیقات وحواشی دارد۔

۷۔ مولوی نظام الدین ابن ملا قطب الدین سہالوی۔ از فضلای کبار و علمائے مشتہرین بین الامصار بودہ تصانیف بسیار در علوم حکمیہ و اصول دارد از انجملہ صبح صادق شرح منار الاصول وشرح مسلم وحاشیہ صدرا و حاشیہ شمس بازغہ، وحاشیہ بر حاشیہ قدیمہ شرح تجرید جدید وتکملہ مبارزیہ وشرح تحریر الاصول ودیگر کتب وتلامذہ ملا از صدہا متجاوز اند وہریک عالم متبحر بودہ وحضرت ملا فراغ از ملا نقشبند لکھنوی فرمودہ اند۔

۸۔ ملا نقشبند لکھنوی۔ سرآمد فضلائے زمان وسرکردہ علمائے دوران بودہ در جمیع علوم خصوص علم عربیت وعلم ریاضی یگانہ آفاق بود قصیدہ در علم ہیئت تصنیف فرمودہ وخود شرح بران کردہ است وشرح بر قصیدہ خزرجیہ در علم عروض شرحے مفید نوشتہ است ودر جواب تائیہ ابن فارض قصیدہ العینیہ کہ مشتمل است بر ہزار بیت گفتہ است وداد بلاغت وفصاحت دران دادہ است مطلعش اینست ؎

المت لمام الیل لمعتر خلتی، کبرق بدا ثم شمس تجلت

لہا المم فیہا بوارق وجہہا، کشعشاع ظل فیہ شع ...

ودر جواب قصیدہ بانت سعاد وقصیدہ قفانبک ودیگر قصائد عرب نیز قصائد غراد قریب

نصف قرآن را تفسیر بے نقط نوشته است و بر میبذی حاشیه مبسوط نوشته است و مولانا مولوی نظام الدین فاتحه فراغ از ملا خوانده۔

۹۔ ملا محمد عابد اسیتهوی۔ حاوی کمالات و جامع علوم بود در عربیت نظیر خود نداشته قصاید عربی بسیار دارد از انجمه تائیه است که ابیاتش بلیغ و بر محاوره عرب واقع شده۔ گویند که وقتیکه مولوی جیون اسیتهوی به بیت الله تشریف برده بود و از بلغائے آنجا ملاقات کرد روزے در محفل علماء مشاعره می شد مولوی جیون قصیده تائیه مولوی نقشبند و قصیده تائیه ملا عابد برخواند فصحائے عرب از فصاحت و بلاغت و بلندی مضامین و سلاست الفاظ و انسجام کلمات در تعجب آمدند و پرسیدند که این قصیده از آن کیست مولوی جیون فرمود که این قصائد غرا گفته هندیان است که گاهے در عرب نه آمده اند و از بلغاء اہل لسان ملاقات نه کرده اند فصحائے آنجا باور نکردند گفتند که تا شخص عربی نژاد نباشد و محاوره از اہل اینجا اخذ نکند امکان عقل نیست که چنین قصیده بگوید هر چند که مولوی ابرام می کرد مردم عرب اصرار بر انکار می کردند تا آنکه مولوی قسم خورد بلیغان عرب سخت متعجب شدند چون طنطنه فضل و بلاغت ملا عابد شهره گرفت و صیت فضل و کمال او اشتهار یافت عالمگیر بادشاه فرمان در طلب ملا فرستاد ملا را چون بیماری برص عارض شده با عتذار پرداخت و از رفتن پیش بادشاه اباء نمود و این بیت از قصیده خود در معذرت بر پشت فرمان نوشته ارسال کرد

ﮦ سفینة جسمی عاب بالبرص خصها   لتحفظ عن غضب الملوك سفینتی

۱۰۔ مولوی کمال الدین سہالی۔ شاگرد ملا نظام الدین است ذہن ثاقب داشت و در حسن تقریر و جودت طبع ممتاز بین الاقران بود و مبلغ علمش از کتاب عروة الوثقی که در مسائل متفرقه حکمت و کلام و از حاشیه شرح عقائد عضدی و از حواشی متفرقه که شرح بر سلم العلوم در زاہدین دارد معلوم می تواند شد۔

(باقی آئنده)

حضرت شیخ الہند کے سفرِ حجاز سے متعلق کچھ اور معلومات

(از جناب حکیم سید محمود الحسن صاحب مظفر نگری)

محترم المقام مولانا سعید احمد صاحب زید مجدہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بحمد اللہ رسالہ برہان جب سے بھی جاری ہوا مسلسل اس کا بہت دلچسپی اور توجہ سے مطالعہ کرتا اور استفادہ حاصل کرتا ہوں یہی نہیں بلکہ اس کا مکمل فائل بھی مجلد صورت میں میرے کتب خانہ میں موجود ہے۔

اس وقت عرض کرنا یہ ہے کہ رسالہ برہان میں آپ کا ایک مضمون مسلسل شائع ہو رہا ہے اس کا عنوان "علمائے ہند کا سیاسی موقف" ہے زیر نظر رسالہ ماہ نومبر ۱۹۸۱ء کا ہے اور اس میں اس سلسلہ کا ۴ ہے اس کی ذیلی سرخی کا عنوان "تحریک حضرت شیخ الہندؒ کا زمانہ" ہے سلسلہ جاری رہتے ہوئے صفحہ ۱۲ پر "شیخ الہندؒ کا سفر حجاز" کے سلسلہ میں رفقاء سفر کے جن حضرات کے نام ہیں ان میں حسب ذیل چند نام "لائق ذکر" میں داخل ہیں۔

۱۔ حکیم نصرت حسین خاں صاحب مرحوم فتح پور ہسوا۔ ۲۔ سید ہادی حسن صاحب خانجہاں پور ضلع مظفر نگر۔ ۳۔ مولوی مسعود احمد صاحب نائب مفتی دیوبندی داماد حضرت شیخ الہندؒ۔ ۴۔ مولوی جلیل احمد صاحب کرانوی خادم خاص حضرت شیخ الہندؒ۔

نیز اس میں اس کا بھی تذکرہ ضروری ہے کہ اسی سال حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے اور ان کی واپسی کے رفقاء میں

سید ہادی حسن صاحب بھی تھے۔ نیز حضرت شیخ الہندؒ نے سید ہادی حسن صاحب کو منع فرمایا تھا کہ وہ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں نہ جاویں۔

عنوانِ بالا میں جن ناموں کا اضافہ کیا گیا ہے ان کا تعلق آئندہ عنوان میں معلوم ہوگا کہ آیا یہ تذکرہ ضروری ہے کہ نہیں۔

"حجاز میں حضرت شیخ الہندؒ کی سرگرمیاں" کے زیرِ عنوان صفحہ ۱۵۱ پر ساتویں سطر جہاں سے شروع ہوتی ہے اس وقت میں جو کہنا چاہتا ہوں اسی مقام سے متعلق ہے اصل واقعات اس طرح ہیں۔

" سید ہادی حسن صاحب حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ محدث سہارنپوری کی معیت میں بمبئی پہنچے۔ انگریزی حکومت کے جاسوسوں نے پہلے سے حکومت کو اطلاع کر دی تھی۔ بمبئی کے ساحل پر بڑی سختی کے ساتھ سب سامان کی جانچ کی گئی اور تلاشی بھی لی گئی مگر کوئی چیز قابلِ اعتراض نہیں ملی۔ سید ہادی حسن صاحب کا سامان علیحدہ رکھا تھا سید ہادی حسن صاحب نے اپنا سامان ساحل پر چھوڑا اور مولانا کے ہمراہ وہاں سے پیدل روانہ ہو گئے ایک مسلمان تاجر جو دہلی میں اپنا کاروبار کرتے تھے اور بمبئی اسی سلسلہ میں آیا جایا کرتے تھے اور وہ اس وقت بھی بمبئی موجود تھے جس وقت حضرت شیخ الہندؒ اور سید ہادی حسن صاحب حج بیت اللہ شریف کو تشریف لے جا رہے تھے اس وقت ان تاجر صاحب سے سید صاحب کی ملاقات ہو گئی تھی۔ حسن اتفاق کہ جب مولانا خلیل احمد صاحبؒ اور سید ہادی حسن صاحب کی واپسی ہوئی اس وقت بھی وہ تاجر صاحب بندرگاہ پر موجود تھے۔ جب سامان چھوڑ کر سب حضرات وہاں سے تلاشی کے بعد روانہ ہوئے تو سید ہادی حسن صاحب نے چلتے چلتے ان تاجر صاحب سے اشارہ سے کہا کہ وہ میرا سامان جو علیحدہ کو رکھا ہے اسے تم میرے مکان پر

پارسل کر دیکھا اور اشارہ سے سامان بھی انھیں بتلا دیا وہ ان کے قافلہ سے علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے سامان اپنے قبضہ میں کر کے اپنے ہمراہ لے لیا جو بعد میں انھوں نے باحتیاط ریلوے پارسل سے خانجہانپور بھیج دیا۔ سید ہادی حسن صاحب کو سی آئی ڈی پولیس نے بمبئی ہی میں گرفتار کر لیا اور ان کی گرفتاری اس حالت میں ہوئی کہ سوائے مختصر بستر کے اور کوئی سامان ان کے پاس نہ تھا۔ انھیں پولیس نینی تال جیل لائی۔ جہاں انھیں ایک ماہ سے زائد قید تنہائی میں رکھا گیا اور شدید قسم کی تکالیف دی گئیں اور ان سے فرامین کی بابت دریافت کیا گیا کہ وہ کہاں ہیں مگر یہ بالکل ثابت قدم رہے اور انھوں نے آخر لمحہ تک اُلٹا لٹکنے تک کی مصیبتیں برداشت کیں مگر اقرار نہیں کیا۔ اسی دوران میں مولوی قاضی مسعود احمد صاحب اور مولوی جلیل احمد صاحب بھی گرفتار کر کے نینی تال جیل لے جائے گئے اور ان پر بھی سختیاں کی گئیں کہا جاتا ہے ان حضرات میں کسی نے یا دونوں نے جو واقف راز تھے مصائب کو برداشت نہ کرتے ہوتے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ امانت سید ہادی حسن صاحب کے پاس ہے اور ان کے سامان میں آئی ہے اسی وجہ سے سید ہادی صاحب پر بڑی سختی کی گئی انھیں بھوکا رکھا گیا اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا گیا اس اطلاع یابی کے بعد قاضی مسعود احمد صاحب و مولوی جلیل احمد صاحب رہا کر دیے گئے مگر سید صاحب کا پیچھا نہیں چھوڑا گیا۔ یہاں سے ہم لوگوں نے بڑے بڑے اچھے اثرات سے کام لے کر انھیں رہا کرانے یا ضمانت پر رہائی کی کوشش کی مگر ناکام رہی حد یہ ہے کہ قریبی اعزاء کو ملاقات کی بھی اجازت نہیں دی گئی جب حکومت سید صاحب کی مستقل مزاجی سے عاری آگئی اس نے انھیں تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد رہا کر دیا اور وہ بہت کمزور و نحیف اور حالت زار میں اپنے مکان خانجہانپور پہنچے سید صاحب نے آتے ہی وہ فرامین صندوق چوبی کے تختوں کے درمیان